

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد

(ایک تحقیقی مطالعہ)

(۳)

سید فضل احمد شمسی

(<)

بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ دوشنبہ کو مدینہ میں تشریف لائے۔ لیکن ان میں سے اکثر راوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ (قباء سے) مدینہ تشریف لائے اس دن جمعہ کی نماز بنو سالم میں ادا کی۔ صاف ظاہر ہے کہ ان روایات میں مدینہ سے مراد حرم مدینہ یعنی یثرب ہے نہ کہ مدینہ۔ ہم اس کی مثالیں پیش کر سکتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول کے بیانات میں مدینہ سے مراد یثرب (حرم مدینہ) ہے مدینہ نہیں۔ ان اصحاب میں مدینہ کے باشندے بھی شامل ہیں (۱۶۷)۔ ممکن ہے کہ اولین رواۃ نے یثرب یا حرم مدینہ کہا ہو لیکن بعد کی روایات میں مدینہ کا لفظ آ گیا جس سے ہمیں مغالطہ ہوتا ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

ایک روایت کے مطابق آمد کا دن پنج شنبہ بتایا جاتا ہے یہ بیان یعقوبی کا ہے۔ خود انہوں نے یہ روایت قبول نہیں کی ہے (۱۶۸) (یعقوبی) (متوفی تقریباً ۲۹۲ھ) بہت بعد کے بزرگ ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ خیال کیا جائے کہ یہ بیان اصحاب رسول میں سے کسی کا رہا ہوگا۔ ممکن ہے کہ جن صاحب نے یہ دن بتایا تھا ان کے حساب کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو پنج شنبہ کا دن پڑا ہو اور انہوں نے تمام روایات سے صرف نظر کر کے اپنے حساب پر اعتماد کیا ہو۔

(۸)

اس باب میں شدید اختلاف ہے کہ آنحضور ﷺ کے قباء میں قیام کی مدت کیا تھی۔ بعض روایات میں چار دن کا قیام بتایا گیا ہے (۱۶۹)۔ ظاہر ہے کہ ان کے رواۃ یہ خیال کرتے ہیں کہ جس دن آنحضور ﷺ پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لائے اس دن حضرت ابو ایوب کے یہاں مقیم ہو گئے تھے۔ لیکن حضرت انس کا

بیان اوپر گزر چکا ہے کہ حضور ﷺ نے ۱۳ دن وہاں قیام کیا۔ عروہ بن الزبیر کا بیان بضع عشرہ کا یعنی بارہ دن سے زیادہ کا ہے (۷۰)۔ جو حضرت انس کے بیان سے مطابقت رکھتا ہے۔ سب سے بڑھ کر حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ آنحضور نے قباء میں بارہ دن سے اوپر قیام کیا (۷۱)۔ لہذا چار دن کے قیام کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم یہ فرض کرنے پر مجبور ہیں کہ ابن اسحاق وغیرہ نے اس بیان کا کہ آنحضور ﷺ قباء میں چار روزہ قیام کے بعد مدینہ تشریف لائے غلط مطلب یہ نکالا کہ قباء میں چار روز قیام کے بعد آنحضور مدینہ منتقل ہو گئے جبکہ واقعہ صرف یہ تھا کہ چار روز کے قیام کے بعد آنحضور ﷺ پہلی مرتبہ مدینہ بنو الخزرج کی آبادیوں میں تشریف لائے اور انکا شایان شان استقبال کیا گیا۔

ابن حجر اور غالباً ان کے تتبع میں السموہدی کا کہنا ہے کہ ابن اسحاق نے قباء میں قیام کا عرصہ پانچ دن بتایا ہے اور مغلطائی کا کہنا ہے کہ الدولابی کا بیان ہے کہ قباء میں قیام کی مدت پانچ دن بھی بتائی جاتی ہے (۷۲)۔ یہ بات ابن حجر سے قبل کسی نے نہیں کہی۔ خود ابن اسحاق کی کتاب جو سیرت ابن ہشام کی شکل میں موجود ہے اس میں چار دن کا ذکر ہے اور وہ بھی صاف طور پر۔ دو شنبہ ، سہ شنبہ ، چہار شنبہ ، اور پنج شنبہ۔ اور یہ کہ آنحضور ﷺ جمعہ کو قباء سے مدینہ آئے۔ (۷۳)۔ اگر یہ ابن حجر کا یا ان کے کاتب کا سہو نہیں ہے تو ممکن ہے کہ ابن اسحاق نے پانچ شب کے قیام کا ذکر کیا ہو جس میں انھوں نے دو شنبہ کو بھی شامل کر لیا ہو کہ طلوع آفتاب سے قبل آمد تھی۔

ایک روایت تین دنوں کی بھی ہے۔ ابن حجر کے بیان کے مطابق ابن عائذ نے حضرت ابن عباس سے ، موسیٰ بن عقبہ نے امام الزہری سے ، ابن حبان اور خود موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء میں تین راتیں گزاریں (۷۴)۔ مغلطائی کا کہنا ہے کہ الدولابی کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے قباء میں چار دن قیام کیا لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تین دن قیام کیا (۷۵)۔ یہ روایت اس لحاظ سے اہم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ، الدولابی ، الزہری، ابن حبان اور موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم نے اس روایت کو کیوں اختیار نہیں کیا ہے ؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم نے فی الواقع اس روایت کو اختیار کیا ہے !

یہ تو ظاہر ہے کہ تین دن کا بیان قباء میں پورے قیام کی مدت کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس مدت کا بیان ہے جسکے قیام کے بعد آنحضور ﷺ مدینہ پہلی مرتبہ تشریف لاتے۔ یعنی یہ بیان حضرت عائشہ اور حضرت انس کے بیانات کے مقابلے میں نہیں ہے۔ بلکہ ان روایات کے بظاہر مقابلہ میں ہے جن میں چار دنوں کے قیام کا ذکر ہے۔ یعنی اس مدت کا جو مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے قباء میں قیام کی مدت ہے۔

آنحضور ﷺ کے قباء پہنچنے پر قیام کے بارے میں دو روایات آئی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے حضرت کلثوم کے یہاں قیام فرمایا۔ دوسرے یہ کہ آپ نے حضرت سعد بن خیشمہ کے یہاں قیام فرمایا۔ ان دونوں روایات میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ آنحضور ﷺ نے قیام تو حضرت کلثوم کے یہاں کیا لیکن وہ لوگوں سے ملاقات حضرت سعد بن خیشمہ کے یہاں کیا کرتے تھے۔ گویا دن کا ایک حصہ حضرت سعد کے یہاں گزرتا تھا۔ اب آپ ان روایات پر غور کریں جن میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ جب بنو عمرو بن عوف میں پہنچے تو آپ خاموشی سے بیٹھ گئے اور لوگ آپ کو سلام عرض کرنے آتے رہے جن سے حضرت ابوبکر بات چیت کرتے رہے۔ یہ بات عیاں معلوم ہوتی ہے کہ آنحضور ﷺ جب بنو عمرو میں پہنچے تو وہ حضرت سعد کے یہاں اترے اور دن کے وقت وہیں رہے اور غروب آفتاب کے وقت حضرت کلثوم کے یہاں گئے۔ ایسی صورت میں مدینہ آنے سے قبل آنحضور ﷺ کا حضرت کلثوم کے یہاں کا قیام سہ روزہ مدت کا حامل ہوگا۔ چنانچہ ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ حضرت ابن عباس وغیرہ کا بیان یہی تھا کہ مدینہ آنے سے قبل آپ نے حضرت کلثوم کے یہاں تین دن قیام کیا۔ بعد کے رواۃ نے حضرت کلثوم کے یہاں قیام، بنو عمرو بن عوف میں قیام اور قباء میں قیام کو ایک ہی بات خیال کرتے ہوئے بیان کو خاص سے عام کر دیا یعنی حضرت کلثوم کے یہاں قیام کے بیان کو بنو عمرو بن عوف (یا قباء) میں قیام کا بیان بنا کر ایک صحیح بیان کو دوسرے صحیح بیان سے متصادم کر دیا۔

(۹)

یثرب میں آمد کی تاریخ روایات میں یکم ربیع الاول سے لے کر ۲۸ ربیع الاول تک آئی ہے (۱۸۳)۔ اس سے ہم ایک علیحدہ مضمون میں بحث کریں گے۔ یہاں ہم صرف ایک تاریخ یعنی دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ سے بحث کریں گے جسے اکثر اصحاب سیر نے اختیار کیا ہے۔ اس تاریخ کے ساتھ ایک

مسئلہ یہ ہے کہ تقویمی قاعدہ کے مطابق ۱۰ ہجری میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑ سکتا۔ چنانچہ بہت سے اصحاب نے یہ فرض کر لیا ہے کہ اس دن و تاریخ کا تعلق ہجری تقویم کی بجائے عربوں کی قدیم قمری شمسی تقویم سے ہے جس میں آنحضور ﷺ کی ہجرت کے سال ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دوشنبہ کا دن رہا ہو گا (۱۸۴)۔ ہم یہاں اس بحث میں نہیں جائیں گے۔ ہم یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہجرت سے متعلق جو روایات آئی ہیں انکا تعلق ہجری تقویم سے ہی ہے یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ زیر بحث دن و تاریخ کی روایت کیونکر وجود پذیر ہوئی ہوگی۔

آنحضور ﷺ کی آمد کے بارے میں ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ تواتر سے آئی ہے۔ بلکہ ابن سعد میں ایک جگہ قال (اس نے کہا) کی جگہ پر قالوا (انہوں نے کہا) پڑھ لیا جائے تو اس تاریخ کی روایت حضرت علی، حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس وغیرہم تک پہنچ جائے گی (۱۸۵)۔ یہاں پر اگر قال ہی پڑھیں لیکن جمع الحدیث الی الاول (بیان پہلے راوی کی طرف رجوع کرتا ہے) کے معنی یہ لٹے جائیں کہ سب سے پہلے راوی کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے تو ابن سعد کا بیان الواقدی کا اور ان کے واسطے سے مندرجہ بالا اصحاب رسول ﷺ کا بیان بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس تاریخ سے یہاں بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

قدماء میں دو تاریخیں متداول رہی ہیں۔ ایک ۱۲ ربیع الاول کی اور دوسری ۸ ربیع الاول کی دیگر تمام تاریخیں یا تو یہ کہہ کر پیش کی گئی ہیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے یا کسی ایک فرد سے منسوب ہوئی ہیں۔ ایک لحاظ سے ہم نے یہ دونوں تاریخیں اختیار کی ہیں ان میں یہ تطبیق دی ہے کہ ۸ ربیع الاول کی تاریخ یثرب یعنی قباء میں آمد کی تاریخ اور ۱۲ ربیع الاول مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلی تشریف آوری کی تاریخ ہے اور چونکہ مدینہ میں آمد جمعہ کے دن ہوئی تھی لہذا ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کا دن قرار دیا ہے جو ہجری تقویم کے عین مطابق ہے۔ دوشنبہ کا دن اس لحاظ سے ۸ ربیع الاول کو پڑتا ہے۔ ہم نے اس روایت میں مدینہ سے مراد یثرب لیا ہے جس میں مدینہ میں آمد دوشنبہ کو بتائی گئی ہے۔ اس تطبیق کے بموجب آنحضور ﷺ مدینہ بمعنی یثرب دو شنبہ

کے روز پہنچے اور مدینہ بمعنی مدینہ خاص ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پہنچے۔ چونکہ یہ دونوں باتیں بہت مشہور تھیں بعد کے رواۃ نے دونوں کو ملا کر مدینہ میں آمد کا دن دوشنبہ

۱۲ ربیع الاول بنا دیا یعنی یثرب اور مدینہ کے خلط مبحث نے تقویمی طور پر ناممکن دن و تاریخ کو یکجا کر دیا۔ جن لوگوں کے بارے میں آیا ہے کہ انہوں نے قباء میں آمد کا دن دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول بتایا ہے ظاہر ہے کہ بعد کے وہ رواۃ ہیں جنہوں نے مدینہ میں دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے ، کو اپنی دانست میں زیادہ متعین کر کے ، قباء میں آمد دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ، بنا کر ایک پیچیدہ مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ابن اسحاق کی مثال پیش کر سکتے ہیں جس سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ ابن ہشام میں ابن اسحاق کے دو بیانات منقول ہیں۔ صفحہ ۳۱۵ پر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے جبکہ صفحہ ۳۳۳ پر انکا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو قباء پہنچے۔

دو وجوہات کے باعث یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں ابن اسحاق کے بیانات نہیں ہو سکتے۔ اول یہ کہ ابن اسحاق خود مدینہ کے رہنے والے تھے اور وہ مدینہ اور قباء کو دو مختلف جگہوں کے نام سمجھتے ہونگے۔ وہ کسی طور قباء کو مدینہ کا حصہ تصور نہیں کر سکتے تھے۔ ایسی صورت میں وہ ایک ہی تاریخ دونوں جگہوں پر پہنچنے کی نہیں دے سکتے تھے۔ جبکہ ان کے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ قباء میں چار روز قیام کرنے کے بعد مدینہ آئے۔ دوم یہ کہ مدینہ میں آمد کے بارے میں ان کا بیان دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ جمعہ کو مدینہ آئے اور بنو سالم میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے بیانات کیا رہے ہونگے اور وہ بیانات موجودہ صورت میں کیونکر پہنچے۔ ایک امکان یہ ہے کہ قباء کے بارے میں ان کا وہی بیان تھا جو منقول ہے۔ اس صورت میں ان کا دوسرا بیان یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضور ﷺ جمعہ ۱۶ ربیع الاول کو یا صرف ۱۶ ربیع الاول کو مدینہ آئے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول

میں کیونکر تبدیل ہو گیا ایک امکان یہ ہے کہ انکے بیانات یہ تھے کہ آنحضور ﷺ قباء میں دوشنبہ ۸ ربیع الاول کو اور مدینہ میں جمعہ ۱۲ ربیع الاول کو (یا صرف ۱۲ ربیع الاول کو) پہنچے۔ اس صورت میں بھی یہ سمجھ نہیں آتا کہ (جمعہ) ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول میں کیونکر تبدیل ہو گیا۔ ایک امکان یہ نظر آتا ہے کہ ابن اسحاق کے بیانات یہ تھے کہ آنحضور ﷺ دوشنبہ کو قباء میں وارد ہوئے (بغیر تاریخ کے ذکر کے) اور یہ کہ آنحضور ﷺ

مدینہ میں ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔ (جمعہ کے ذکر کی ضرورت نہ تھی کہ اسکا ذکر پہلے ہی آچکا تھا کہ آنحضور ﷺ قباء سے جمعہ کو نکلے)۔ ابن اسحاق کے شاگردوں یا ان کے شاگردوں میں سے ایسے کوئی صاحب جن کو قباء اور مدینہ کا فرق معلوم نہ تھا اور جو قباء کو مدینہ کا اسی طرح حصہ سمجھ رہے تھے جس طرح بنو سالم وغیرہ حصہ ہیں۔ یعنی جو مدینہ کو حرم مدینہ یا یثرب کا مترادف سمجھتے تھے۔ انہوں نے پہلے بیان میں تاریخ کا اضافہ کر دیا جو ان کی دانست میں دوسرے بیان سے ثابت تھا اور اسی طرح دوسرے بیان میں تاریخ کا اضافہ کر دیا جو ان کے خیال میں پہلے بیان سے ثابت تھا۔ اس طرح دونوں بیانات میں دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کا ذکر آ گیا۔ چونکہ ان صاحب کو دونوں بیانات میں کوئی تضاد محسوس نہیں ہوا۔ انہوں نے قباء اور مدینہ کو اپنی اپنی جگہ پر رهنے دیا۔ ان صاحب کو ظاہر ہے کہ جمعہ کا واقعہ کوئی مسئلہ نظر نہیں آیا کیونکہ ان کے خیال میں اس دن آنحضور ﷺ مدینہ میں ایک خاندان کے یہاں سے دوسرے خاندان کے یہاں منتقل ہو گئے۔ یعنی فقط مدینہ کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہوئے۔

ہمارے مفروضہ کی (اس روایت کی توجیہ کے علاوہ) ایک اور وجہ ہے۔ ابن الجوزی نے حضرت انس کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضور ﷺ رطب سے اور رطب نہ ہو تو تمر سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے (۱۶۱)۔ بقول السہودی، البزاز نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رطب کے زمانہ میں آنحضور ﷺ رطب سے اور جب رطب کا زمانہ نہیں ہوتا تو تمر سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے (۱۶۲)۔ اب اس روایت کو دیکھیں جس کے مطابق آنحضور ﷺ جب حضرت کلثوم کے یہاں پہنچے تو آپ نے رطب طلب فرمایا (۱۶۸) یہ کسی بھی وقت کا واقعہ ہو سکتا ہے لیکن خیال فرمائیے کہ دیگر تمام روایات میں نہ تو کسی چیز کے کھانے کا ذکر ملتا ہے اور نہ ہی بلا کی گرمی کے باوجود پانی پینے یا طلب کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دن آنحضور ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے اور حضرت کلثوم کے یہاں اس وقت پہنچے تھے جب افطار کا وقت ہو رہا تھا۔ (یہاں اس امر کا بھی خیال کرنا چاہئیے کہ مہمان خود میزبان سے کھانے کی فرمائش نہیں کرتا۔ چنانچہ رطب طلب کرنے والی روایت سے ہمیں یہ سمجھنا چاہئیے کہ آنحضور ﷺ سے حضرت کلثوم نے دریافت کیا کہ سب سے پہلے کیا حاضر کیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ رطب لایا جائے)۔ ہم صوم عاشورہ کا اوپر ذکر کر

چکے ہیں چنانچہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ بنو عمرو میں آمد کے روز آپ نے دن کا وقت حضرت سعد کے یہاں گزارا تھا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت کلثوم کے یہاں قیام کے بارے میں مستند روایات کے باوصف حضرت سعد کے یہاں اترنے کے بارے میں اتنی مستند روایات آئی تھیں کہ بعد کے رواۃ و مورخین نے دونوں روایات میں تطبیق دینا ضروری خیال کیا۔ البتہ ہماری تطبیق ان سے قدرے مختلف ہے یعنی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ سب سے پہلے حضرت سعد کے یہاں اترے اور بعد میں حضرت کلثوم کے یہاں گئے لیکن ایک لحاظ سے حضرت کلثوم کے یہاں اترے کیونکہ قیام و طعام انہیں کے ساتھ تھا۔ غرضیکہ تین سے بانج دنوں تک کی جو روایات آئی ہیں ہم ان میں ہم آہنگی پاتے ہیں نیز حضرت کلثوم اور حضرت سعد کے یہاں اترنے کی جو بظاہر متضاد روایات آئی ہیں ان میں بھی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک روایت ۲۲ دنوں کی ہے (۱۹۱) اس کے متعلق دو باتیں ممکن ہیں۔ اولاً یہ کہ قباء سے مدینہ کو منتقل ہونے کی تاریخ (۲۲ ربیع الاول) کو غلطی سے دنوں کی تعداد بنا دیا گیا یا ثانیاً یہ کہ اس راوی نے جس کے سامنے منتقلی کی تاریخ ۲۲ ربیع الاول تھی آمد کی تاریخ یکم ربیع الاول لے لی (غالباً اولین راوی نے ہجرت کی تاریخ یکم ربیع الاول بتائی ہوگی جس سے ان کی مراد مکہ کو خیر باد کہنا یعنی غار ثور سے روانگی کی تاریخ ہوگی لیکن بعد کے راوی نے، ہجرت کی تاریخ، سے یثرب میں آمد کی تاریخ مراد لے لی ہوگی)۔ اور اس طرح قباء میں قیام کی مدت ۲۲ دن بتادی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے مدینہ میں آمد کی تاریخ ۲۸ ربیع الاول بتائی ہے۔ بقول ابن حجر اور السمعانی یہ بیان ابو سعید نیشاپوری نے اپنی سیرت کی کتاب شرف المصطفیٰ میں دیا ہے (۱۸۰)۔ ابو سعید (المتوفی ۴۰۰ھ - ۱۰۱۶ء) بہت بعد کے مصنف ہیں اور بغیر اسناد کے وہ حضرت عمر سے روایت نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کا ذکر انہوں نے کیا ہے وہ حضرت عمر فاروق نہیں بلکہ محمد بن عمر بن واقد یعنی مشہور مغازی نگار الواقدی ہیں۔ ابو سعید بغیر کسی حوالہ کے اور بغیر کسی اور تعین کے الواقدی کو ہی محمد بن عمر کہہ سکتے ہیں اور انکا بیان پیش کر سکتے ہیں۔ کاتب نے نقل کرنے میں ”محمد بن“ کو بدخیالی میں چھوڑ دیا اور اس طرح بات حضرت عمر تک جا پہنچی۔ اب رہا تاریخ کا معاملہ تو ظاہر ہے

کہ کسی کاتب نے غلطی سے » مضاف « (جو لکھا ہوا تھا) نقل کرنے میں » بقیت « کر دیا جیسا کہ ابن حجر اور السہودی کا بھی خیال ہے (۱۸۱) ۔

گویا ابو سعید کا بیان صرف یہ ہے کہ الواقدی نے آمد کی تاریخ ۲ ربیع الاول بھی بتائی ہے (فی الواقع الواقدی نے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ اختیار کی ہے لیکن لکھا ہے کہ ۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے) (۱۸۲) ۔ علاوہ ازیں متعلقہ بیان میں واضح طور پر قباء میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں پہنچنے کا ذکر ہے مدینہ میں آمد کا نہیں ، جس کے معنی یہ نکالے جا سکیں کہ آنحضور ﷺ قباء سے مدینہ ۲۸ ربیع الاول کو منتقل ہوئے ۔ چنانچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا قیاس کہ » محمد بن عمر « کاتب کی بے توجہی سے ، (حضرت) عمر ، بن گیا گویا ثابت ہے ۔

حواشی و حوالہ جات

۱۶۷۔ اسکی بہتری مثالیں ہیں۔ ہم نے حضرت اسماء اور حضرت انس کے بیانات اوپر درج کئے ہیں بنو عمرو بن عوف سے روایت میں آیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو عوالی میں بنو عمرو بن عوف میں ۱۳ دن قیام فرمایا۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ آئی تو قباء میں مقیم ہوئی۔ ظاہر ہے کہ » مدینہ « ان دونوں کی مراد یثرب یا حرم مدینہ ہے نہ کہ وہ شہر جس سے کئی میل کے فاصلے پر قباء کی بستی واقع ہے۔ حضرت صفیہ اور حضرت عبداللہ کے بھی بیانات یہی ہیں یعنی مدینہ آنا اور قباء میں ٹھہرنا۔ (ابن ہشام صفحات ۲۵۳ ، ۲۵۴)۔

۱۶۸۔ اسکی بہتری مثالیں ہیں۔ ہم نے حضرت اسماء اور حضرت انس کے بیانات اوپر درج کئے ہیں روایت میں آیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو عوالی میں قباء میں ۱۳ دن قیام فرمایا۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ آئی تو قباء میں مقیم ہوئی۔ ظاہر ہے کہ مدینہ « سے ان دونوں کی مراد یثرب یا حرم مدینہ ہے نہ کہ وہ شہر جس سے کئی میل کے فاصلے پر قباء کی بستی واقع ہے۔ حضرت صفیہ اور حضرت عبداللہ کے بیانات کے بھی یہی ہیں یعنی مدینہ آنا اور قباء میں ٹھہرنا۔ (ابن ہشام صفحات ۲۵۳ ، ۲۵۴)۔

- ۱۶۹ عبد الملک بن وہب المنحجی (ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۶) ابن اسحاق (ابن هشام ، صفحہ ۳۳۵) -
- ۱۷۰ - بخاری ، صفحہ ۴۰ - سہودی ، صفحہ ۲۵۰ -
- ۱۷۱ - سہودی ، صفحہ ۲۴۸ -
- ۱۷۲ - فتح الباری ، صفحہ ۹۹ - مغلطانی - صفحہ ۱۵ ، ب - سہودی صفحہ ۲۴۸ -) -
- ۱۷۳ - ابن هشام ، صفحہ ۳۳۵ -
- ۱۷۴ - ابن حجر وغیرہ کے قول کے بموجب یہ بیان حضرت ابن عباس (بذریعہ ابن عائذ) ابن حبان ، الزہری اور موسیٰ بن عقبہ کا ہے (فتح الباری ، صفحات ۹۸ ، ۹۹ سہودی ، صفحہ ۲۴۸) -
- ۱۷۵ - مغلطانی ، صفحہ ۱۵ - ب -
- ۱۷۶ - الوفا الجزء الاول والثانی ، صفحہ ۵۷۷ -
- ۱۷۷ - سہودی ، صفحہ ۷۲ -
- ۱۷۸ - ایضاً ، صفحہ ۲۳۵ -
- ۱۷۹ - بنو عمرو بن عوف کے کئی اصحاب سے زبیر بن بکاک کا بیان ہے - نیز موسیٰ بن عقبہ کا الزہری سے کہ مجمع بن جارہ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے ۲۲ دن بنو عمرو میں قیام کیا (فتح الباری ، صفحات ۹۸ و ۹۹) لیکن ابن کثیر کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ بات مجمع بن یزید بن جارہ سے بیان کی ہے (ابن کثیر ، صفحہ ۱۲)
- ۱۸۰ - فتح الباری : صفحہ ۹۸ - سہودی ، صفحہ ۲۳۷ -
- ۱۸۱ - فتح الباری ، صفحہ ۹۸ - سہودی صفحہ ۲۳۷ -
- ۱۸۲ - واقدی ، صفحہ ۲ - یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ ابن سعد نے بھی جو الواقدی کے کاتب تھے اور عام طور پر ان کا تسبیح کرتے ہیں ہجرت کی تاریخ دراصل یہی دی ہے - (ابن سعد ، المجلد الثانی ، صفحہ ۶) یعنی ۱۲ ربیع الاول لیکن بتایا ہے کہ ۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بیان کی جاتی ہے (انکے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ مکہ سے پانچ ۵ ربیع الاول کو چلے تھے ظاہر ہے کہ ۲ ربیع الاول کو نہیں پہنچ سکتے تھے) لیکن ان کی کتاب کی پہلی جلد میں یہ بیان الٹ گیا ہے - وہاں بر آیا ہے کہ آنحضور ﷺ ۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے لیکن ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بتائی جاتی ہے - اس قسم کی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں لہذا یہ خیال کرنا کہ ابو سعید نے حضرت عمر ہی کے بارے میں بتایا ہو گا درست نہیں -
- ۱۸۳ - تفصیلات کے لئے دیکھئے الواقدی ، صفحہ ۲ - ابن هشام ، صفحہ ۳۳۳ و ۳۱۵ - ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحات ۲۳۲ تا ۲۳۵ اور الجزء الثانی ، صفحہ ۶ - الیقوی ، الجزء الثانی ، صفحہ ۳۱ - الطبری ، الجزء الثانی ، صفحہ ۲۳۸ - البیرونی ، آثار ، صفحہ ۳۰ - ابن عبدالبر ، الاستیعاب ، صفحہ ۳۱ - نیز الدرر فی اختصار المغازی

والسیر، قاهرہ ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶ ع - صفحہ ۹۱ - الطبری، الاعلام الوراء، طهران، ۱۳۴۹ هـ۔ صفحہ ۱۸، ابن الاثیر، اسد الغابہ، صفحہ ۲۱ - مغلطائی، کتاب الاشارہ الی سیرت المصطفیٰ، مخطوطہ نمبر ۵۲۳۶ با یزید دولت کتب خانہ، استنبول صفحہ ۱۳، الف تا ۶ الف - فتح الباری، صفحہ ۷۹ تا ۹۸ - السمهودی، صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷ - ابن کثیر، صفحہ ۱۹۰، القسطلانی، صفحہ ۶، دیار یحیی، کتاب الخمیس، مخطوطہ نمبر ۵۲۵۱ پایزید دولت کتب خانہ صفحہ ۱۵۷ ب تا ۱۶۳ ب - الزرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، الجزء الاول، صفحہ ۳۰ - محسن الامین، اعیان الشیعہ، بیروت، ۱۴۰۰ هـ، الجزء الثانی، صفحہ ۱۳۷ وغیرہ

۱۸۳ مثلاً کوسیس (Cassin de pereanal) Notes on the Arab Calender Before islam

ترجمہ ایل نوبیرون (Islamic Culture (L — Nobiron)

جلد ۲۱ (۱۹۴۷) صفحہ ۱۳۵ تا ۱۵۱ -

The Nosi, the Hijarah calender محمد حمید اللہ

Journal of the pakistan History Society، جلد ۱۶ (۱۹۶۸) صفحہ ۱ تا ۱۸

مولوی اسحاق النبی علوی، واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اسکا حل ..

برہان (دہلی) اپریل تا دسمبر ۱۹۶۳ ع (جلد ۵۲ و ۵۳) -

۱۸۵ - طبقات، الجزء الاول، صفحہ ۲۳۲ -

